GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

The Legal Status of Guardianship in Marriage in Light of Imam Abdul Wahab Sha'rani's "Al-Mizan al-Kubra"

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ کی "المیزان الکبریٰ" کے تناظر میں ولایت ا لنکاح کی شرعی حیثیت

Saif Ullah Khan

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar at- saifullahkhan596@gmail.com

Dr. Gulzada Sherpao

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar at- gulzada100@gmail.com

Abstract

Based on knowledge, experience, and concern for the family's dignity, Islam gives a family guardian the authority to step in and stop a family member from acting in a way that he believes will harm the family's reputation or cause the individual to suffer materially or spiritually. If necessary, a guardian may even use force to stop such an action. However, as there is no Islamic basis for such behavior, the guardian cannot purposefully deny the personal rights that Islam grants to individuals or place excessive limitations on their exercise. The subject of "Wilayat-ul-Nikah" (guardianship in marriage), or the requirement that a young woman's marriage require the authorization and approval of her guardian, is made clear in the Quran and Hadith. Without parental approval, a young woman is not allowed to leave her home and marry someone on her own, whether through the legal system or another method. A marriage like that would be void. A guardian's attendance, permission, and consent are necessary for a marriage to be deemed lawful. Yet, Muslims actual deviation from Islamic principles in the present has caused numerous Shariah rulings, including this one, to be overlooked. Also, some persons use a certain school of jurisprudence's equivocal position to support their deviations. In order to explain the Islamic legal state of guardianship in marriage and to clarify the Islamic legal situation of guardianship in marriage, this research article has presented the issue in an understandable way by referencing the Quran, Hadith, and the views and assertions of renowned scholars and jurists. May Allah accept this endeavor and make it beneficial for the general public. Ameen.

Keywords: Al-Sh'rani, Al-Mizan, Guardianship in Marriage

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے، جس کی تفصیل امام شعرانیؒ نے اس طرح بیان کی ہے:

"ومن ذلک قول الشافعي وأحمد أنہ لایصح العقد إلا بولي ذکر فإن عقدت المرأۃ النکاح فھو باطل، مع قول أبي حنیفۃ: إن للمرأۃ أن تتزوج بنفسھا وأن توکل في نکاحھا إذا کانت من أھل التصرف في مالھا ولا اعتراض علیھا إلا أن تضع نفسھا في غیر کفء فھناک یعترض الولي علیھا، قول مالک: إن کانت ومع ذات شرف ومال یرغب في مثلھا لم یصح: نکاحھا إلا بولي، وإن کانت بخلاف ذلک جاز أن یتولی نکاحھا أجنبي برضاھا، ومع قول داود: إن کانت بکرا لم یصح نکاحھا بغیر ولي، وإن کانت ثیبا صح، ومع قول أبي ثور وأبي یوسف: یصح أن تتزوج بإذن ولیھا، فإن تزوجت بنفسھا وترافعا إلی حاکم حنفي فحکم بصحتہ نفذ ولیس للشافعي نقضہ خلافاً لأبي سعید الأصطخري. فإن وطئھا قبل الحکم فلا حد علیہ خلافاً لأبي بکر الصیرفي إن اعتقد تحریمہ وإن طلقھا قبل الحکم لم یقع إلا عند أبي إسحاق المروزي احتیاطاً" [1]

ترجمہ: امام شافعیؒ اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ عقد نکاح بغیر ولی کے (جو کہ مرد ہو) صحیح نہیں ہے۔ پس اگر عورت نکاح کرے تو باطل ہے حالانکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کو جائز ہے کہ اپنا نکاح خود کرے یا کسی کو نکاح کا وکیل بنادے بشرطیکہ اگر عورت اپنے مال میں تصرف کرنے کی اہل ہو اور اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر اس وقت کہ اپنے غیر کفو میں نکاح کرلے تو اس وقت ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح امام مالک کا قول یہ ہے کہ اگر عورت شریف اور مالدار ہے کہ ایسی عورت کی لوگ خواہش رکھتے ہیں تو اس کا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو اجنبی کے لیے جائز ہے کہ وہ متولی بن کر اس کی رضامندی سے اس کا نکاح سنبھال لے۔ اسی طرح امام داؤدؒ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ کنواری ہے تو ولی کے بغیر اس کا نکاح درست نہیں اور اگر وہ پہلے سے شوہر دیدہ عورت ہے تو صحیح ہے۔ امام ابو ثورؒ اور امام ابو یوسف کے قول کے مطابق اپنے ولی کی اجازت سے نکاح کرنا درست ہے اور اگر خود نکاح کرلیا اور حنفی حاکم کے پاس دونوں کا مقدمہ چلا گیا اور اس نے اپنے مذہب کے موافق نکاح کے درست ہونے کا فیصلہ دے دیا تو نکاح نافذ ہوگا اور شوافع کو اس نکاح کے توڑنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابو سعیدؒ اصطخری کا قول یہ ہے کہ اس مذکورہ عورت کا شوہر حاکم کے حکم سے پہلے مباشرت کرلیا ہو تو اس پر کوئی سزا نہیں ہے امام ابو بکرؒ صرفی کا اس میں اختلاف ہے کہ اس عورت سے مباشرت کرنا حرام ہے اور اگر حاکم کے حکم سے پہلے شوہر نے عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع نہ ہوگی سوائے ابو اسحاق مروزی کے کہ وہ احتیاط کے طور پر طلاق کے قائل ہیں۔

امام شافعی اور امام احمدؒ کا مسلک:

امام شافعی اور امام احمدؒ کے نزدیک عقد نکاح کسی مرد ولی کے بغیر صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ اگر عورت خود نکاح کرے یا کسی اجنبی مرد یا عورت کی وکالت میں نکاح کرے تو یہ نکاح باطل ہے۔[2]

---

[1] الشعرانی، عبدالوھاب، المیزان الکبری، مکتبہ: عالم الکتب، الطبعۃ الاولی 1409ھ-1989م، 3: 175-176

[2] أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم العمراني اليمني الشافعي (المتوفى: 558هـ)، البيانفيمذهبالإمامالشافعي، الناشر: دارالمنهاج–جدة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ- 2000 م، 9: 152، الشيرازي ،أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف (ت ٤٧٦ هـ)المهذب في فقه الإمام الشافعي، الناشر: دار الكتب العلمية، 2: 426، ابن قدامة المقدسي ،أبو محمد عبد الله بن أحمد ، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، الناشر : دار الفكر – بيروت، الطبعة الأولى ، 1405، 7: 337

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

امام شافعیؒ اور امام احمد نے متعدد دلائل سے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے جو درج ذیل ہے:

1۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وَاَنْكِحُوا الاَيامٰى مِنْكُم "[3] ترجمہ: تم میں جو بے شوہر ہیں ان کا نکاح کردو۔

اس آیت سے علامہ قرطبیؒ مالکیؒ نے اپنی تفسیر میں جمہور کے مسلک پر استدلال کیا ہے۔وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"هٰذِهِ الخِطَابُ تَدْخُلُ فِي بَابِ السِّتْرِ وَالصَّلَاحِ،أَيْ زَوِّجُوا مَنْ لَا زَوْجَ لَهُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ طَرِيقُ التَّعَفُّفِ،وَالخِطَابُ لِلْأَوْلِيَاءِ"[4]

یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے "تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کردو۔" اس لئے کہ یہی عفت و پاک دامنی کا راستہ ہے۔اس میں باکرہ اور بیوہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب کرکے انہیں ان کے نکاح کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے "وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا"[5]

ترجمہ: تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس آیت سے بھی علامہ قرطبیؒ نے جمہور کے مسلک پر استدلال کیا ہے کہ اس میں خطاب اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔[6]

3۔امام شافعیؒ اور امام احمد اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ"[7]

ترجمہ: ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔

4۔" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا" قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: كُنَّا نَعُدُّ الَّتِي تُنْكِحُ نَفْسَهَا هِيَ الزَّانِيَةُ"[8]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت، عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس عورت کو زانیہ سمجھتے تھے جو اپنے آپ سے نکاح کرتی ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرائے اور خود اپنا نکاح بھی نہ کرے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا مسلک:

---

[3] النور32:34

[4] امام قرطبیؒ، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (المتوفى: 671 ھ)، الجامع لأحكام القرآن، الناشر: دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: 1423 ھ/ 2003م، 12: 239

[5] البقرة1: 221

[6] تفسیر قرطبیؒ، 3: 72

[7] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، الناشر: دار الكتاب العربي بيروت، باب فِي الوَلِيِّ، رقم الحديث: 2087، 2: 191

[8] البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي، الناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد، الطبعة: الطبعة: الأولى 1344 ھ، باب لا نكاح الا بولی، رقم الحديث: 14004، 7: 110

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت عاقلہ بالغہ ہو تو عورت کو جائز ہے کہ اپنا نکاح خود کرے یا کسی کو نکاح کا وکیل بنادے بشرطیکہ اگر عورت اپنے مال میں تصرف کرنے کی اہل ہو اور اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر اس وقت کہ اپنے غیر کفو میں نکاح کرلے تو اس وقت ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح امام مالک کا قول یہ ہے کہ اگر عورت شریف اور مالدار ہے کہ ایسی عورت کی لوگ خواہش رکھتے ہیں تو اس کا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اگر غریب عورت ہو تو اجنبی کے لیے جائز ہے کہ وہ متولی بن کر اس کی رضامندی سے اس کا نکاح سنبھال لے۔ اسی طرح امام داؤد کا قول یہ ہے کہ اگر وہ کنواری ہے تو ولی کے بغیر اس کا نکاح درست نہیں اور اگر وہ پہلے سے شادی شدہ عورت ہے تو صحیح ہے۔

امام ابو ثورؒ اور امام ابو یوسف کے قول کے مطابق اپنے ولی کی اجازت سے نکاح کرنا درست ہے اور اگر خود نکاح کرلیا اور حنفی حاکم کے پاس دونوں کا مقدمہ چلا گیا اور اس نے اپنے مذہب کے موافق نکاح کے درست ہونے کا حکم صادر فرمایا تو نکاح نافذ ہوگا اور شوافع کو اس نکاح کے توڑنے کا حق حاصل نہیں ہے۔[9]

احناف کے دلائل:

علمائے احناف متعدد دلائل سے اپنے موقف کو مؤید کرتے ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1۔ قرآن کریم میں عورت کے اولیاء کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے:

"وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ "[10]

ترجمہ: جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں۔

اس آیت سے دو طرح حنفیہ کے مسلک پر استدلال ہو سکتا ہے، ایک یہ کہ اس میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح عبارات النساء سے منعقد ہو جاتا ہے۔ دوسرے اس میں اولیاء کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے سابقہ ازواج سے نکاح کرنے سے روکیں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کو مکلف عورت کے معاملے میں مداخلت کا حق نہیں ہیں۔[11]

---

[9] البیان فی مذہب الامام الشافعی، 9: 152-157، شمس الدین محمد بن أحمد المنهاجي الأسيوطي (المتوفى: 880 ھ) جواهر العقود ومعين القضاة والموقعين والشهود، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 ھ - 1996م، 2: 12

[10] البقرة 1: 232

[11] الجصاص، أحمد بن علي المكني بأبي بكر الرازي الحنفي، أحكام القرآن، الناشر: دار احياء التراث العربي بيروت، سنة الطبع: 1405 ھ باب النكاح بغير ولی، 2: 100

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

2۔حدیث میں بھی اس کا ثبوت ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لاَ تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ "[12]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

کہ بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔

اس حدیث میں ہے کہ ثیبہ اور باکرہ سے جب تک اجازت نہ لے لی جائے تب تک نکاح نہ کیا جائے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اصل حق عورت کو ہے۔اس لئے بغیر ولی کے بھی وہ شادی کرلے تو شادی ہو جائے گی۔

3۔"عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَرَدَّ نِكَاحَهَا"[13]

ترجمہ: خنسا بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا اور وہ ثیبہ تھیں تو انہوں نے اسے ناپسند کیا چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ان کا نکاح رد کر دیا۔

اس حدیث میں ثیبہ عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا تو آپ ﷺ نے اس کو رد کر دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ نکاح کا اصل حق عورت کو ہے۔

4۔"أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَحَتْ حَفْصَةَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ غَائِبٌ، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ غَضِبَ وَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ فِي بَنَاتِهِ؟ فَغَضِبَتْ عَائِشَةُ، وَقَالَتْ: أَتَرْغَبُ عَنِ الْمُنْذِرِ" [14]

اس اثر میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی للہ عنہا نے اپنی بھتیجی کی شادی کرائی، جس سے معلوم ہوا کہ عورت نکاح کر سکتی ہے اور کرا بھی سکتی ہے۔

امام شعرانیؒ کی تطبیق بین المذاہب:

امام شعرانیؒ ائمہ مجتہدین کے اقوال میں تطبیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہیں کہ ان ائمہ مجتہدین کے اقوال میں سے کوئی قول بھی شریعت سے خارج نہیں، بلکہ ان میں تشدید اور تخفیف کا فرق ہے۔ چنانچہ امام شعرانیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فالاول مشدد والثاني فيه تخفيف بالشرط الذی ذكره والثالث مفصل وكذلک قول داود و قول ابی ثور وابی یوسف مخفف"[15]

---

[12] أبوالحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، الناشر: دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة بيروت، استئذان الثيب فی النکاح بالنطق والبكر بالسكوت، رقم الحديث:3538، 4: 140

[13] ابوداؤد شریف باب فی الثیب، رقم الحدیث:2103، 2: 197

[14] ابن أبي شيبة، أبو بكر عبدالله بن محمد (159 235 ھ)، مصنف ابن ابی شیبة، الناشر: مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة: الأولى، 1409، باب من اجاز بغیر ولی ولم یفرق، رقم الحديث:15955، 3: 457

[15] المیزان الکبری، 3: 176

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے قول میں تشدید اور سختی ہے اور امام ابو حنیفہ کے قول میں مذکورہ شرط کے وجہ سے تخفیف اور آسانی ہے اور امام مالک کا قول مفصل ہے۔ اسی طرح امام داؤدؒ اور امام ابو ثورؒ اور امام ابو یوسف کے قول میں تخفیف اور آسانی ہے۔

امام داؤدؒ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ کنواری عورت کو مردوں کے ساتھ میل جول نہیں ہوئی ہے اس لیے اسے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے کہ کون مرد اس کے لیے فائدہ مند اور کون نقصان دہ ہے بر خلاف نکاحی اور بیاہی عورت کے (کہ وہ مردوں کو دیکھ بھال چکی ہے)۔

فاسق کی ولایت میں ائمہ کا اختلاف:

اس سلسلے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے، جس کی تفصیل امام شعرانیؒ نے اس طرح بیان کی ہے:

"ومن ذلک قول الشافعي وأحمد: إنه لاولاية لفاسق، مع قول أبي حنيفة ومالک: إن الفسق لايمنع الولاية"[16]

ترجمہ: امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ فاسق کوئی ولایت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا یہ قول ہے کہ فسق ولایت کو نہیں روکتی۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مسلک:

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ فاسق کوئی ولایت نہیں کر سکتے۔[17]

وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں کہ ولایت کے لیے عدالت (یعنی دین پر استقامت، دینی واجبات ادا کرنا، کبائر سے اجتناب کرنا۔ مثلاً زنا، شراب، والدین کی نافرمانی وغیرہ، صغائر پر اصرار نہ کرنا) کی شرط شوافع اور حنابلہ کے نزدیک معتبر ہے، چنانچہ ان کے نزدیک فاسق آدمی کو ولایت نکاح حاصل نہیں ہوگی۔[18]

1۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: "لَانِكَاحَ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيٍّ مُرْشِدٍ أَوْ سُلْطَانٍ"[19]

ترجمہ: نکاح نہیں ہوتا مگر راستباز ولی یا سلطان کی اجازت سے۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ دقیق نظر کا محتاج ہے بھلا فاسق آدمی کو مصلحتوں کی کیا پرواہ، لہذا فاسق کو نکاح کی ولایت حاصل نہیں ہوگی۔ تاہم عدالت کے معاملے میں ظاہری عدالت کافی ہوگی اور مستور الحال کو کافی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ ظاہری و باطنی طور پر عدالت کی شرط لگا دینے میں بہت مشقت اور حرج لازم آتی ہے جس سے بہت سارے نکاح حد بطلان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس شرط سے سلطان مستثنی ہے۔ چنانچہ ضرورت کی بنا پر سلطان میں عدالت کی شرط نہیں لگائی گئی، آقا اپنی باندی کی شادی کرواسکتا ہے، آقا کے لئے بھی عدالت شرط نہیں، کیونکہ آقا اپنی ملکیت میں تصرف کر رہا ہوتا ہے۔[20]

---

[16] المرجع السابق، 3: 177

[17] جواھر العقود ومعین القضاۃ والموقعین والشھود، 2: 13

[18] وَھبَۃ الزُّحَیلِيّ، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، الناشر: دار الفكر - سوريَّة – دمشق، 9: 6701

[19] السنن الکبری وفي ذیله الجوھر النقي، رقم الحدیث: 14083، 7: 124

[20] الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، 9: 6701-6702

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا مسلک:

حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ ولایت کے لئے عدالت شرط نہیں۔ چنانچہ ولی خواہ عادل ہو یا فاسق اسے اپنی بیٹی، بہن اور بھتیجی کے نکاح کی ولایت حاصل ہوتی ہے کیونکہ فسق سے شفقت میں کمی نہیں پڑتی، نیز حق ولایت عام ہوتا ہے تاہم رسول اللہ ﷺ کے عہد اور آپ کے عہد کے بعد منقول نہیں کہ کسی ولی کو نکاح دینے سے روکا گیا ہو۔ یہی رائے راجح ہے چونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے۔ نیز حدیث میں مرشد کا معنی عادل نہیں بلکہ مصلحت تک رسائی حاصل کرنے والا ہے اور فاسق میں اس امر کی اہلیت ہوتی ہے۔[21]

ان کی دلیل یہ آیت ہے: "وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ "[22]

ترجمہ: اور تم میں سے جو بغیر نکاح کے ہوں اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دو۔

اس آیت میں نکاح کا حکم عام ہے اس میں فاسق وعادل کی تفریق نہیں کی گئی۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ فاسق کو خود اپنے اوپر ولایت ہے، لہذا اسے دوسرے پر بھی ولایت حاصل ہو سکتی ہے۔[23]

علامہ شعرانیؒ کا تطبیق بین الفقہاء:

الاول مشدد والثاني مخفف"[24]

ترجمہ: پہلے قول میں سختی ہے اور دوسرے قول میں تخفیف ہے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے قول میں سختی ہے اور امام ابو حنیفہ قول میں تخفیف ہے۔

ولی کے غائب ہونے کی صورت میں ولایت کا حق:

اس سلسلے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف ہے، جس کی تفصیل امام شعرانیؒ نے اس طرح بیان کی ہے:

"ومن ذلک قول الشافعي إن الولي الأقرب إذا غاب إلى مسافة القصر زوجها الأبعد من العصبة، مع قول الأئمة الثلاثة إن الغيبة إذا كانت منقطعة انتقلت الولاية إلى الأبعد وإن كانت غير منقطعة لم تنتقل، والمنقطعة عند أبي حنيفة وأحمد هي الغيبة بمكان لا

---

[21] الکاسانی، علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد (المتوفى: 587 ھ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الناشر: دار الکتب العلمیة، الطبعة: الثانية، 1406 ھ - 1986م۔ 2: 239، الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، 9: 6702، القاضي أبو محمد عبد الوهاب بن علي بن نصر البغدادي المالكي (422 ھ)، الإشراف على نكت مسائل الخلاف، الناشر: دار ابن حزم، الطبعة: الأولى، 1420 ھ - 1999م، 2: 691

[22] النور 24: 32

[23] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، 2: 239

[24] المیزان الکبری 3: 177

تصل إليه القافلة في السنة إلا مرة واحدة[25]

ترجمہ :امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ اگر قریبی ولی اتنی دور سفر پر چلا گیا ہو کہ جہاں نماز میں قصر کرنا پڑے تو عصبات میں سے کوئی ابعد ولی نکاح پڑھا سکتا ہے۔حالانکہ تینوں ائمہ کا قول کا یہ ہے کہ اگر ولی غیبت منقطعہ کے ساتھ غائب ہو تو ولایت دور کے ولی کی طرف منتقل ہو گی اور اگر ولی غیبت غیر منقطعہ کے ساتھ غائب ہو تو منتقل نہ ہو گی۔امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک غیبت منقطعہ ایسی جگہ چلے جانے کو کہتے ہیں جہاں قافلہ سال میں صرف ایک دفعہ پہنچتا ہے۔

امام شافعیؒ کا مسلک:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر قریبی ولی اتنی دور سفر کیلئے چلا گیا کہ جہاں نماز میں قصر کرنا پڑے تو عصبات میں سے کوئی ابعد ولی نکاح پڑھا سکتا ہے۔[26]

وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں کہ شوافع کی رائے یہ ہے اگر نسبی اقرب ولی غائب ہو اور دو مرحلوں کی مسافت پر ہو یعنی اتنے فاصلے پر ہو جتنے فاصلے میں نماز کی قصر کی جاتی ہو جو 19 کلو میٹر ہے اور شہر میں اس کا کوئی وکیل بھی نہ ہو تو سلطان یا اس کا نائب لڑکی کی شادی کروادے،اصح قول کے مطابق ولی ابعد ولی نہیں ہو گا اگر ولی اقرب مسافت قصر سے کم فاصلے پر ہو تو اصح قول کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر لڑکی کی شادی نہیں کروائی جائے گی،تاہم اس سے رابطہ کیا جائے گا تاکہ شہر میں حاضر ہو جائے یا کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے۔کیونکہ غائب شخص ولی ہے اور شادی کرانا اس کا حق ہے تو جب اس کا حاصل کرنا دشوار ہو جائے تو حاکم اس کا نائب ہو گا اور ایک قول یہ ہے کہ ابعد ولی نکاح کرادے گا۔[27]

ائمہ ثلاثہ کا مسلک:

ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر ولی غیبت منقطعہ کے ساتھ غائب ہوا ہو تو ولایت دور کے ولی کی طرف منتقل ہو گی اور اگر ولی غیبت غیر منقطعہ کے ساتھ غائب ہو تو منتقل نہ ہو گی۔[28]

وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ اور حنابلہ کی رائے یہ ہے اگر ولی کا غائب ہونا منقطع ہوں اور ولی نے کوئی وکیل بھی نامزد نہ کیا ہو تو اس سے ولایت منتقل ہو جائے گی اور ایسے شخص کو ولی نامزد کر دیا جائے گا جو اس کے بعد آتا ہو مثلاً اگر لڑکا کا باپ غائب ہو تو دادا اس کا ولی ہو گا،حاکم وقت ولی نہیں ہو گا۔[29]

حنفیہ اور حنابلہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہے:

"عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَہُ"[30]

---

[25] ایضاً۔

[26] البیان في مذهب الإمام الشافعي،9: 177،الموسوعة الفقهية الكويتية،صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية– الكويت،الطبعة: (من 1404- 1427ه)،41: 282

[27] الفِقۃُ الإسلامیُّ و أدلتُہ،9: 6724

[28] المبتدي بداية شرح الهداية، المغنی لابن قدامہ،7: 369،أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغياني،سنة الولادة 511 ھ/ سنة الوفاة 593 ھ،الناشر: المكتبة الإسلامية،1: 195

[29] الفِقۃُ الإسلامیُّ و أدلتُہ،9: 6723

[30] السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي،رقم الحديث:13987،7: 106

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح نہیں ہوتا مگر ولی کے اجازت سے اور جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو سلطان اس کا ولی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر ولی کے اجازت سے اور جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو سلطان اس کا ولی ہے۔ جبکہ اس عورت کا ایک ولی غائب ہے دادا تو موجود ہے۔ صاحب ہدایہ ائمہ ثلاثہ کی عقلی دلیل یہ بیان کرتے ہے کہ نکاح کرانے کی ولایت مصلحت کے لئے ہے اب جو آدمی اتنا دور ہے کہ اس کی رائے سے استفادہ کرنا مشکل ہے اس کو ولایت سونپنا مصلحت کے خلاف ہے اس لئے جو قریب رہتا ہے اس کو ولایت ہو گی۔[31]

غیبت منقطعہ کی وضاحت:

وھبۃ الزحیلیؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کی رائے میں غیبت منقطعہ سے مراد ولی کا اپنے وطن سے اتنا دور ہونا ہے کہ اس شہر تک سال میں صرف ایک بار قافلے پہنچتے ہوں، امام قدوری نے اس کو اختیار کیا ہے، ایک قول میں کم از کم مدت سفر یعنی تین دن کی مسافت ہے جو 89 کلو میٹر ہے، یہ مسافت بعض متاخرین حنفیہ نے اختیار فرمایا۔ دوسری رائے کے ساتھ حنابلہ کا اتفاق ہے گویا غیبت منقطعہ وہ ہو گی جو مسافت قصر سے زائد ہو کیونکہ اس سے کم مسافت قصر نہیں بلکہ حاضر کے حکم میں ہے۔ اور مالکیہ کی رائے یہ ہے اس میں قدرے تفصیل ہے مالکیہ نے ولی مجبر اور ولی غیر مجبر کی غیبت کا اعتبار کیا ہے۔ اگر غائب ہونے والا ولی مجبر ہو یعنی باپ یا اس کا وصی ہو پھر یا تو غیبت قریب ہو گی یا بعید اگر غیبت (غائب ہونا) قریب ہو مثلا دس دن کے فاصلے پر ہو تو لڑکی کی شادی نہیں کروائی جائے گی یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے، بشرطیکہ لڑکی کے لئے زیادہ نفقہ مقرر ہو اور فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو اور ولی کے آنے جانے کا راستہ بھی پر امن ہو ورنہ قاضی اپنے اختیار سے لڑکی کی شادی کروادے۔ اگر غیبت بعیدہ ہو مثلا تین مہینے کی مسافت پر ہو یا اس سے زائد جیسے ماضی میں افریقہ وغیرہ کا سیر کیا جاتا تھا، اگر ولی کی آمد متوقع ہو مثلاً وہ تجارت کے لئے سفر پر گیا ہو تو اس کی واپسی تک لڑکی کی شادی نہیں کروائی جائے گی اور اگر اس کی واپسی کی توقع نہ ہو تو پھر اولیاء کے علاوہ صرف قاضی کو اس لڑکی کی شادی کا اختیار ہو گا بشرطیکہ لڑکی بالغ ہو اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہو گی اور اگر لڑکی نابالغ ہو تو جب تک اس پر فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو تو اس کی شادی نہ کروائی جائے۔ اگر فساد کا اندیشہ ہو تو جبرا اس کی شادی کروائی جائے برابر ہے کہ لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ۔ اور اگر غائب ولی غیر مجبر ہو جیسے بھائی اور دادا پھر اگر غیبت قریبہ ہو مثلاً تین دن اور عورت کفو کے ساتھ نکاح کا مطالبہ کر رہی ہو اور حالات بھی نکاح کے مقتضی ہوں تو ولی ابعد کی بجائے حاکم وقت لڑکی کی شادی کروائے کیونکہ غائب کا وکیل حاکم وقت ہوتا ہے۔ اگر ولی تین دن سے کم مسافت پر ہو تو حاکم وقت ولی کی طرف قاصد دوڑا کر اسے بلوائے اگر ولی حاضر ہو جائے یا کسی کو وکیل بنادے تو مطلوب پورا ہو گیا ورنہ ابعد ولی لڑکی کی شادی کروائے اور یہ اختیار قاضی کو حاصل نہیں ہو گا۔ اگر ولی غیبت بعیدہ پر ہو مثلا تین دن سے زائد مسافت پر ہو تو قاضی لڑکی کی شادی کروادے کیونکہ قاضی غائب شخص کا وکیل ہوتا ہے، اگر ولی ابعد نے نکاح کروادیا تو بھی نکاح صحیح ہو گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ ولی کا کوئی وکیل نہ ہو تاہم اگر وکیل ہو تو اسے مقدم رکھا جائے گا۔[32]

---

[31] الهداية شرح بداية المبتدي، 1: 195

[32] وَهبَة الزُّحَيلِيّ، الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلّتُهُ، 9: 6724-6725، ابن قدامة المقدسي، عبد الرحمن بن محمد بن أحمد الجماعيلي الحنبلي، أبو الفرج، شمس الدين (المتوفى: 682 ھ)، الشرح الكبير على متن المقنع، الناشر: دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع، 7: 430-432

امام شعرانیؒ کی تطبیق بین المذاہب:

" فالاول مشدد علی الولی الاقرب والثاني مفصل[33]"

ترجمہ: پہلا قول ولی اقرب پر مشدد ہے اور دوسرا قول مفصل ہے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے قول میں ولی اقرب پر سختی ہے اور تینوں ائمہ کا قول مفصل ہے۔

اور امام شافعیؒ کا قول ان لوگوں کے حال پر محمول ہے جو عورت سے صدور زنا کا خوف کرتے ہوں کیونکہ اس سے شادی کرنے میں جلدی کرنا ضروری ہے جس طرح امام داؤدؒ کا قول ہے۔ تینوں ائمہ کا قول ان لوگوں پر محمول ہے کہ جو عورت سے صدور زنا کا خوف نہ کرتے ہوں۔

نتائج بحث

اسلام کی مذکورہ تعلیم میں بڑا اعتدال و توازن ہے، لڑکی کو تاکید ہے کہ والدین نے اسے پالا پوسا ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے، وہ مستقبل میں بھی جب کہ وہ اپنی نوجوان بچی کو دوسرے خاندان میں بھیج رہے ہیں اس کے لئے روشن امکانات دیکھ رہے ہیں اور اس کی روشنی ہی میں انہوں نے اس کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہے اس لئے وہ اپنے محسن، خیر خواہ اور مشفق وہمدرد والدین کے فیصلے کو رضامندی سے قبول کرلے، دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور اس کی رضامندی حاصل کیے بغیر اس کی شادی کرنے سے منع کر دیا ہے، اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولی عاضل (غیر مشفق) قرار دے کر ولی البعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے، ولی البعد بھی کسی وجہ سے اس کا اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنچایت یہ فریضہ سرانجام دے گی۔

آج کل عدالتوں میں نوجوان لڑکیوں کے از خود نکاح کرنے کے جو مقدمات پیش ہو رہے ہیں ان میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا تعین اور تحقق کیے بغیر صرف اس بنیاد پر فیصلہ کرنا یا بعض علماء کا فتوی دینا کہ نوجوان لڑکی ولایت کی محتاج نہیں ہے اس لئے یہ نکاح جائز ہے قرآن وحدیث کی رو سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور علماو فقہاء کے مسلک کی روشنی میں بالکل غلط ہے، عدالتیں اگر قرآن وحدیث کو اپنا حکم مانتی ہیں تو وہ ایسا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں اور علماء بھی اگر "فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ "[34] ترجمہ: "اگر تمہارے درمیان کسی چیز کی بابت جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹادو۔" پر صدق دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی مذکورہ نکاحوں کے جواز کا مطلقاً فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہیں ہے، ولی جابر یا عاضل ہو گا تو ولی ابعد یا عدالت نکاح کرائے گی لیکن کسی بالغ لڑکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھاگ کر یا چھپ کر اپنا نکاح خود کرلے۔

فہرست مصادر ومراجع

القرآن الكريم

امام قرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (المتوفى: 671 هـ)، الجامع لأحكام القرآن، الناشر: دار عالم الكتب، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: 1423 هـ/ 2003م

الجصاص، أحمد بن علي المكني بأبي بكر الرازي الحنفي، أحكام القرآن للجصاص، الناشر: دار احياء التراث العربي بيروت، سنة الطبع: 1405ه

---

[33] المیزان الکبری، 3: 177

[34] النساء4: 59

أبوالحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، الناشر: دارالجيل بيروت + دارالأفاق الجديدة بيروت

أبوداود سليمان بن الأشعث السجستاني، **سنن أبي داود**، الناشر: دارالكتاب العربي بيروت

البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي، الناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد، الطبعة: الطبعة: الأولى 1344 ھ

ابن أبي شيبة، أبو بكر عبدالله بن محمد (159 235 ھ)، مُصنف ابن أبي شيبة، الناشر: مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة: الأولى، 1409

الناشر: المكتبة الإسلامية، **الهداية شرح بداية المبتدي**، أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبدالجليل الرشداني المرغياني، سنة الولادة 511 ھ/ سنة الوفاة 593 ھ

الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد (المتوفى: 587 ھ)، **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**، الناشر: دارالكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1406 ھ- 1986م۔

الشيرازي ،أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف (ت ٤٧٦ ھ) **المهذب في فقه الإمام الشافعي**، الناشر: دارالكتب العلمية

ابن قدامة المقدسي، عبدالرحمن بن محمد بن أحمد الجماعيلي الحنبلي، أبوالفرج، شمس الدين (المتوفى: 682 ھ)، **الشرح الكبير على متن المقنع**، الناشر: دارالكتاب العربي للنشر والتوزيع

ابن قدامة المقدسي، أبو محمد عبدالله بن أحمد، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، الناشر: دارالفكر – بيروت، الطبعة الأولى، 1405

أبوالحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم العمراني اليمني الشافعي (المتوفى: 558 ھ)، البيان في مذهب الإمام الشافعي، الناشر: دارالمنهاج – جدة، الطبعة: الأولى، 1421 ھ- 2000م

القاضي أبو محمد عبدالوهاب بن علي بن نصر البغدادي المالكي (422 ھ)، الإشراف على نكت مسائل الخلاف، الناشر: دارابن حزم، الطبعة: الأولى، 1420 ھ- 1999م،

الزركلی، خيرالدين بن محمود (المتوفى:1396 ھ)، الأعلام، پندرہویں طباعت (بیروت: دارالعلم، 2002ء)

الشعرانی، عبدالوھاب، المیزان الکبری، مکتبہ: عالم الکتب، الطبعۃ الاولی 1409ھ-1989م

الموسوعة الفقهية الكويتية، صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت، الطبعة: (من 1404- 1427ه)

الحضری، محمد، تاریخ التشریع الاسلامی، الناشر: دارالتوریع والنشر الاسلامیۃ، الطبعۃ الاولی: 1427ھ-2006م

ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی الشافعی (المتوفی: 852ھ)، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دارالجیل بیروت، الطبعۃ 1412ھ

شمس الدّين مُحَمَّد بن أَحْمد المنهاجي الأسيوطي (الْمُتَوفَّى: 880 ھ) جواهر العقود و معين القضاة والموقعين والشهود، الناشر: دارالكتب العلمية بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 ھ- 1996م

وَهبَة الزُّحَيلِيّ، الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، الناشر: دارالفكر- سوريَّة – دمشق